باب 9

آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت

(Population, Society and Culture of Pakistan)

تدریسی مقاصد:

اس سبق کے مطالعے سے طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں افزائش آبادی اور تقسیم کی وضاحت کر سکیں۔

2- پاکستان میں دیہی اور شہری آبادی کی تقسیم کا جائزہ لے سکیں۔

3- پاکستان میں آبادی کی صنفی تقسیم سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

4- پاکستانی معاشرے کے بنیادی خدوخال اور اہم معاشرتی مسائل کی وضاحت کر سکیں۔

5- پاکستان میں تعلیم اور صحت کی صورتحال سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

6- پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات کے بارے میں جان سکیں۔ علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت ہیں۔ بحث کریں۔

7- پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں کی اہمیت بیان کر سکیں۔

8- پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کر سکیں۔

پاکستان میں افزائش آبادی اور تقسیم

(Growth and Distribution of Population in Pakistan)

پاکستان ایک گنجان آباد ملک ہے۔ آبادی کی گنجانیت سے مراد یہ ہے کہ ایک مربع کلومیٹر کے رقبے میں اوسطاً کتنے افراد بستے ہیں۔ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ پہلے پانچ ممالک میں بالترتیب چین، بھارت، امریکہ، انڈونیشیا اور برازیل شامل ہیں۔ اکنامک سروے آف پاکستان 14-2013 کے اعداد و شمار کے مطابق ملک کی آبادی 188.02 ملین ہے

اوراس میں 1.95 فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔

پاکستان کی آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 132.3 ملین تھی جو 2014ء میں 188 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ آبادی کے سلسلے میں دو اہم باتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ایک آبادی کی تقسیم اور دوسری اس کے بڑھنے کی شرح۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی کی گنجانیت (Density) 164 افراد فی مربع کلومیٹر تھی، جبکہ جدید اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی آبادی کی موجودہ گنجانیت 236 افراد فی مربع کلومیٹر سے زائد ہے۔ گویا رقبہ وہی ہے مگر آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان کا شمار گنجان آباد ممالک میں کیا جاتا ہے۔ 1950ء میں پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیرھواں بڑا ملک تھا۔ اس وقت چھٹا بڑا ملک ہے۔ اگر پاکستان کی آبادی میں شرح اضافہ یہی رہی تو 2050ء تک پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا ملک بن جائے گا۔

اکنامک سروے آف پاکستان 14-2013ء کے مطابق پاکستان کی آبادی کی کے بارے میں اہم معلومات

پاکستان کی آبادی	188.02 ملین
پاکستان کی شہری آبادی	72.50 ملین
پاکستان کی دیہی آبادی	115.52 ملین
خواتین کی اوسط عمر	66.9 سال
مَردوں کی اوسط عمر	64.9 سال

صوبوں کے لحاظ سے آبادی کی گنجانیت

صوبہ پنجاب، آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ پاکستان کی آبادی کا 54 فیصد صوبہ پنجاب میں رہتا ہے جبکہ پنجاب میں ایک مربع کلومیٹر کے علاقے میں اوسطاً 499 افراد بستے ہیں۔ بلوچستان میں فی مربع کلومیٹر صرف 28 افراد بستے ہیں۔ سندھ میں اوسطاً 318 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔ خیبر پختونخوا میں 339 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔

مردم شماری (Census)

کسی ملک کے متعلق با مقصد اور کامیاب منصوبہ بندی کے لیے آبادی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق ضروری کوائف مثلاً کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، تعلیم و تعلیمی قابلیت اور لوگوں کے اہم پیشوں وغیرہ کے متعلق معلومات ہونا ضروری ہیں۔ آبادی کے ان کوائف کو جاننے کا عمل مردم شماری کہلاتا ہے۔ مردم شماری عموماً ہر دس سال بعد ہوتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں پہلی مردم شماری 1881ء میں ہوئی۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے لے کر اب تک پاکستان میں پانچ بار مردم شماری ہو چکی ہے جس کی تفصیل ذیل کے ٹیبل میں دی گئی ہے۔

پاکستان میں مردم شماری کا سال	آبادی
1951ء	قریباً 33.7 ملین
1961ء	قریباً 42.8 ملین
1972ء	قریباً 65.3 ملین
1981ء	قریباً 84.2 ملین
1998ء	قریباً 132.3 ملین

آبادی کی تقسیم اور گنجانیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل

کسی ملک کی آبادی کی تقسیم اور گنجانیت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ بعض علاقوں میں آبادی بہت زیادہ، بعض میں بہت کم اور بعض میں اوسط درجے کی ہوتی ہے۔ آبادی کی تقسیم اور گنجانیت پر بہت سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں ان میں کچھ طبعی عوامل اور کچھ انسانی عوامل شامل ہیں جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

1- جغرافیائی عوامل

کسی علاقے کی زمین ہموار، نرم اور زرخیز ہو تو اسے آباد کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس میں کھیتی باڑی اور باغبانی کے ذریعے پیداوار اور وسائلِ زندگی بآسانی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ایسے علاقوں میں رہنا، گھر بنانا اور ضروریاتِ زندگی حاصل کرنا نسبتاً آسان

ہوتا ہے۔اس لیے ان علاقوں میں آبادی زیادہ ہوتی ہے۔اس کے برعکس دشوار گزار علاقے، پہاڑ، جنگل یا بنجر اور بے آب و گیاہ زمین رہائش کے لیے موزوں نہیں ہوتی، اس لیے ایسے علاقوں کی آبادی بہت کم ہوتی ہے۔ پاکستان کے میدانی علاقے جن کی مٹی زرخیز اور قابل کاشت ہے وہاں کی آبادی گنجان ہے جیسے پاکستان میں دریائے سندھ کا میدان، پشاور اور مردان کی وادی وغیرہ۔

2- آب و ہوا

جن علاقوں کی آب و ہوا اچھی ہو وہاں انسانی صحت اچھی رہتی ہے۔ بارشیں بروقت ہوں تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور خوراک بکثرت میسر آتی ہے، اس لیے ان علاقوں میں عموماً آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے قدیم شہر دریاؤں کے کنارے ہی آباد ہیں۔ معتدل اور نیم گرم آب و ہوا والے علاقے جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے، گنجان آباد ہوتے ہیں۔ پاکستان کے شمالی پہاڑی سلسلوں کی آب و ہوا شدید سرد ہے اور سطح مرتفع بلوچستان اور صحرائی علاقوں کی آب و ہوا نہایت گرم ہے، جس کی وجہ سے یہ علاقے کم گنجان آباد ہیں۔صوبہ پنجاب کے شمالی علاقوں اور کراچی کی آب و ہوا معتدل ہے جس کی وجہ سے یہ گنجان آباد ہیں۔

3- معدنی وسائل

وہ علاقے جہاں قیمتی معدنیات پائی جاتی ہیں مثلاً کوئلہ، لوہا، تیل، گیس یا قیمتی پتھر وغیرہ، وہاں روزگار حاصل کرنے کے لیے انسانوں کی کافی تعداد جمع ہو جاتی ہے۔ ایسے علاقوں میں نقل و حمل کی سہولتیں بھی موجود ہوتی ہیں۔ معدنی علاقوں کے قریب کارخانے اور فیکٹریاں بھی قائم ہو جاتی ہیں۔ بڑے بڑے صنعتی شہر وجود میں آجاتے ہیں اور آبادی بڑھ جاتی ہے، جیسے پاکستان میں سطح مرتفع پوٹھوار کے علاقے وغیرہ۔

4- آبی ذخائر

دنیا میں زیادہ تر آبادی آبی ذخائر کے آس پاس موجود ہے۔ مثلاً بحیرۂ عرب کے ساحل پر پاکستان کا سب سے بڑا اور گنجان آباد شہر کراچی ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ پنجاب اور سندھ میں دریاؤں کے آس پاس زیادہ آبادی ہے جبکہ آبی ذخائر سے دور دراز علاقوں میں پانی کی کمی کی وجہ سے آبادی کم ہے۔

5- تجارتی اور صنعتی علاقے

جو مقامات یا علاقے تجارتی شاہراہوں پر یا ان کے آس پاس واقع ہوں وہاں کی آبادی بڑھ جاتی ہے۔ خشکی کے علاوہ

بحری اور ہوائی راستے بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں چنانچہ ایسے شہر اور علاقے جہاں تجارتی منڈیوں کے علاوہ بڑی بندرگاہیں اور ہوائی اڈے ہیں ان کی آبادی بڑھ جاتی ہے۔ ایسے علاقے جہاں صنعتیں قائم ہوتی ہیں وہاں روزگار کے وسائل میسر ہوتے ہیں اس لیے یہاں آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں فیصل آباد صنعتی ترقی کی وجہ سے پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے تیسرا بڑا شہر بن گیا ہے۔ کراچی، لاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ وغیرہ میں زیادہ آبادی ہونے کی ایک وجہ یہاں پر موجود صنعتیں ہیں۔

6- سیاسی اور معاشرتی حالات

ایسے علاقے جہاں سیاسی حالات پرسکون ہوں، لوگوں کو معاشرتی آزادیاں اور معاشی سہولتیں میسر ہوں، وہاں آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ بعض دفعہ سیاسی، مذہبی یا سماجی وجوہات کی بنا پر آبادی ایک علاقے سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہونے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ جس طرح تقسیم کے وقت ہندوستان سے لاکھوں مسلمان ہجرت کر کے آئے اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہو گئے۔

شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی تقسیم

اکنامک سروے آف پاکستان 14-2013 کے مطابق پاکستان کے شہری علاقوں میں 72.50 ملین افراد آباد ہیں جبکہ باقی دیہی علاقوں میں آباد ہیں۔ شہری آبادی میں دیہاتی علاقوں کے مقابلے میں بجلی، گیس، ٹیلی فون، سڑکوں اور تعلیم وغیرہ کی سہولتیں نہ صرف بہت زیادہ بلکہ بہتر بھی ہوتی ہیں۔

موجودہ دور میں شہروں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ لوگ نہ صرف بہتر تعلیمی، طبی اور روزگار کی سہولتوں کے لیے شہروں کا رُخ کرتے ہیں بلکہ اپنا معیارِ زندگی بہتر کرنے کے لیے بھی شہروں کی طرف نقل مکانی کو ترجیح دیتے ہیں۔

گزشتہ چند سال میں جن شہروں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے ان میں لاہور، کراچی، اسلام آباد، فیصل آباد، حیدرآباد، نواب شاہ، راولپنڈی اور گوجرانوالہ وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان میں کل آبادی کا قریباً دو تہائی دیہات میں آباد ہے، دیہات میں روزگار کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔ دیہاتوں میں زندگی کی جدید سہولتوں جیسے پانی، بجلی، سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں اور تجارتی مراکز کا فقدان ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں معاشی سرگرمیاں اور روزگار کے مواقع کم ہونے کے باعث لوگ تیزی سے شہروں کا رُخ کر رہے ہیں۔ نقل مکانی کے اس رجحان کے باعث شہری علاقوں میں آبادی کا بوجھ مسلسل اور پریشان کن حد تک بڑھ رہا ہے، جس سے وہاں رہائش، روزگار، تعلیم، تفریح، ٹرانسپورٹ اور بہت سی دیگر ضروریات زندگی کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔

1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی دیہی، شہری آبادی کی بناوٹ اور جغرافیائی تقسیم (اکنامک سروے آف پاکستان)

انتظامی یونٹ	1998ء میں آبادی (ہزار میں)	دیہی آبادی	شہری آبادی	کل آبادی کا تناسب فیصد
پاکستان	132352	89316	43036	100.0
پنجاب	73621	50602	23019	55.6
سندھ	30440	15600	14840	23.0
خیبر پختونخوا	17744	14750	2994	13.4
بلوچستان	6566	4997	1569	5.0
اسلام آباد	805	276	529	0.6
فاٹا	3176	3091	850	2.4

صنفی لحاظ سے آبادی کی تقسیم

صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد، مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔ 14-2013ء کے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51 فیصد ہیں جبکہ خواتین کی تعداد قریباً 49 فیصد ہے۔ دیہی علاقوں سے لوگ کام کی تلاش میں شہری علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد مردوں کی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے دیہی علاقوں میں مردوں کی تعداد کم اور شہروں میں مردوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔ اعداد وشمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد وشمار معاشی ترقی اور سرگرمیوں میں اضافہ کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جا سکتے ہیں۔ لیبر فورس میں مرد 86.5 فیصد اور عورتیں 13.5 فیصد ہیں۔ پاکستان میں افرادی قوت کو ہنر مند بنا کر معاشی ترقی میں اضافہ ممکن ہے۔

پاکستان میں شرح خواندگی

اکنامک سروے آف پاکستان 14-2013 کے مطابق پاکستان میں خواندگی کی شرح 60 فیصد ہے۔ شہری آبادی میں یہ شرح 76 فیصد اور دیہی آبادی میں 51 فیصد ہے۔ ایجوکیشن پالیسی 2009 کے تحت حکومت پاکستان کا عزم تھا کہ 2015 تک شرح خواندگی کو 86 فیصد تک لے جایا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حکومت نے بہت سے اقدامات کا فیصلہ کیا:

مثلاً: سالانہ ترقیاتی بجٹ میں تعلیم کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرنا، مڈل سکولوں کو ہائی جبکہ ہائی سکولوں کو ہائر سکینڈری کا درجہ دینا، تعلیمی اداروں میں نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ فنی اور ٹیکنیکل ایجوکیشن پر بھی توجہ دینا، تعلیمی اداروں میں پانی، سینٹری اور تفریح کی سہولتوں کو بہتر بنانے پہ خصوصی توجہ دینا وغیرہ۔

اکنامک سروے آف پاکستان 14-2013ء کے مطابق چاروں صوبوں کی شرح خواندگی اس طرح ہے۔

صوبہ	شرح خواندگی فیصد	شہری آبادی میں شرح خواندگی فیصد	دیہی آبادی میں شرح خواندگی فیصد
پنجاب	62	77	55
سندھ	60	77	42
خیبر پختونخوا	52	66	49
بلوچستان	44	65	37

پاکستان میں تعلیم کی صورتحال

(Educational Condition in Pakistan)

حکومتِ پاکستان تعلیم کو ہر شہری کا بنیادی حق سمجھتی ہے اور اس کی ترقی کے لیے بھی کوشاں ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ تعلیمی شعبہ کی ترقی سے مشروط ہے۔ معاشی و معاشرتی حوالے سے آگے بڑھنے کے لیے تعلیمی شعبہ میں سرمایہ کاری اہمیت کی حامل ہے۔ تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ پاکستان میں اگرچہ ایک طویل عرصے تک اس شعبے پر پوری توجہ نہ دی گئی، لیکن اب تعلیم کے فروغ کے لیے بہتر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ پاکستان میں 1951ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی کی شرح 16 فیصد 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 45 فیصد اور 14-2013ء کے اعداد و شمار کے مطابق 60 فیصد ہے، جو چند دیگر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں اب بھی کم ہے۔ معاشی ترقی میں افزائش کے لیے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔

پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ

(Educational Structure of Pakistan)

پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کو درج ذیل مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- پریپ اور پرائمری تعلیم *(Prep and Primary Education)*

اول جماعت سے پہلے کی تعلیم پریپ یا کچی جماعت کی تعلیم کہلاتی ہے۔اس میں عموماً 3 سے 4 سال کے بچے شامل ہوتے ہیں۔ جماعت اوّل سے پنجم تک پرائمری تعلیم ہوتی ہے جو پرائمری اور مسجد مکتب سکولوں میں بچوں کو دی جاتی ہے۔وفاقی اور صوبائی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ ہر گاؤں کی سطح پر بھی پرائمری سکول قائم کیے جائیں تا کہ تمام لوگوں کو یکساں تعلیم کی سہولت میسر آئے۔

2- مڈل، ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیم

(Middle, Secondary and Higher Secondary Education)

پاکستان میں مڈل کی تعلیم کا سلسلہ چھٹی سے آٹھویں جماعت اور ثانوی حصہ نویں سے دسویں جماعتوں تک چلتا ہے جبکہ اعلیٰ ثانوی گیارھویں اور بارھویں جماعتوں پر مشتمل ہے۔اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس دو سال کا ہے جس میں آرٹس، سائنس اور کامرس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پانچویں اور آٹھویں جماعتوں کے امتحانات محکمہ ایجوکیشن کی زیرِ نگرانی منعقد ہوتے ہیں جبکہ نویں سے بارھویں جماعتوں کے امتحانات بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن منعقد کرواتا ہے۔

3- یونیورسٹی کی تعلیم *(University Education)*

اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد یونیورسٹی تعلیم شروع ہوتی ہے جس کے لیے ملک میں کئی یونیورسٹیاں قائم ہیں۔یونیورسٹی تعلیم کی کئی اقسام ہیں۔ یہ تعلیم بی۔اے، بی۔ایس سی اور ایم۔اے، ایم۔ایس سی، ایم فل اور پی ایچ ڈی پر مشتمل ہے۔یونیورسٹیوں کے علاوہ بہت سارے کالجوں میں بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم کے لیے طلبہ کو متعلقہ پیشہ ورانہ کالجوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔اس طرح کامرس، زراعت اور دیگر فنی علوم کی تعلیم کے حصول کے لیے کالج اور یونیورسٹیاں بھی قائم ہیں۔

پاکستان کے تعلیمی مسائل

(Educational Problems of Pakistan)

پاکستان کے اہم تعلیمی مسائل درج ذیل ہیں:

- پاکستان افراطِ آبادی کے مسئلے سے دوچار ہے، جس کی وجہ سے تعلیمی اداروں کی کمی ہوتی جارہی ہے اور طلبہ کو تعلیم حاصل کرنے کے مناسب مواقع نہیں مل رہے۔ پاکستان میں طلبہ کی اکثریت غریب اور متوسط گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ غریب والدین معاشی بدحالی کی بنا پر اپنے بچوں کو سکول بھیجنے سے قاصر ہیں جس سے تعلیمی شرح میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہورہا۔
- صحت مندانہ غیر نصابی سرگرمیوں، کھیلوں، مباحثوں، مشاعروں، تقریریوں، مذاکروں اور مطالعاتی دوروں سے طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ان سرگرمیوں کی سہولتیں محدود ہیں۔
- ہمارے ہاں والدین کی اکثریت اپنی اولاد کو ڈاکٹر یا انجینئر بنانا چاہتی ہے۔ ان کے رجحان کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ طلبہ کو مجبوراً سائنسی مضامین پڑھنے پڑتے ہیں جس سے ان پر نفسیاتی دباؤ پڑتا ہے۔
- پاکستان میں تعلیم کے شعبے کے لیے مختص بجٹ بھی بہت کم ہے۔ ہمارا شعبہ تعلیم اساتذہ کی کمی کا بھی شکار ہے۔
- ہمارے امتحانی نظام میں کچھ نقائص موجود ہیں۔ جن میں طلبہ میں رٹہ لگانے اور نقل کرنے کا رجحان، سوالیہ پرچوں کا امتحان سے قبل آؤٹ ہو جانا، امتحانی عملے کا رویہ، وقت کی کمی، پرچوں کو جانچنے کا طریقہ وغیرہ شامل ہیں۔ طلبہ کی ذہنی استعداد اور کارکردگی کو بڑھانے کے لیے نظامِ امتحانات شفاف اور مؤثر ہونا چاہیے۔
- تعلیمی اداروں میں سیاسی مداخلت سے بھی ہمارا ملک تعلیمی مسائل کا شکار ہے۔ طلبہ براہِ راست سیاست میں ملوث ہو جاتے ہیں، جس سے ان کا تعلیمی مستقبل متاثر ہوتا ہے۔
- پاکستان میں سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں میں الگ الگ نصاب پڑھائے جاتے ہیں۔ اس سے بھی تعلیمی مسائل جنم لے رہے ہیں۔ یکساں نظامِ تعلیم نہ ہونے سے پاکستان میں یکجہتی اور سالمیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔
- پاکستان میں اکثر تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولتوں مثلاً صاف پانی، بجلی کا مسئلہ، سینٹری کا ناقص نظام، ہاسٹلز اور ٹرانسپورٹ کی کمی جیسے مسائل موجود ہیں۔ ان مسائل کی وجہ سے بہت سے طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:

- بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں۔ تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔
- سارے ملک میں یکساں نظامِ تعلیم رائج کیا جائے۔
- امتحانی نظام کو درست کیا جائے۔ نقل اور دوسرے ناجائز ذرائع کا خاتمہ کیا جائے۔
- طلبہ کو سیاسی سرگرمیوں سے دور رہنا چاہیے۔ وہ صرف اپنی تعلیم پر توجہ دیں۔
- اساتذہ کرام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- تمام سرکاری سکولوں میں کھیل کے میدان، پینے کے صاف پانی اور دیگر سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
- نصاب میں فنی اور ٹیکنیکل مضامین شامل کیے جائیں۔ مدرسہ سکولوں میں سائنس و دیگر رائج علوم بھی پڑھائے جائیں۔
- تعلیمی اداروں میں صحت مندانہ غیر نصابی سرگرمیوں اور سماجی مشاغل کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔
- طلبہ کے رجحان کے مطابق مضامین پڑھائے جائیں۔
- طلبہ کا اضطراب ختم کرنے کے لیے تعلیمی شعبے میں اصلاحات کی جائیں۔

حکومتی اقدامات

تعلیمی ترقی کو تیز کرنے کے لیے حکومتی اقدامات درج ذیل ہیں۔

- پریپ سے ثانوی (میٹرک) جماعتوں تک مفت تعلیم اور مفت درسی کتب کی فراہمی۔
- طلبا و طالبات کو ابتدائی تعلیم کے لیے وظائف فراہم کرنا۔
- مستقبل کی ضروریات اور سائنسی بنیادوں کے پیشِ نظر نصاب کی تشکیل نو کرنا۔
- ٹیکنیکل، ووکیشنل اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے سے تعاون اور ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کرنا۔

☆ سماجی اور معاشی ترقی کے لیے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لانا۔

☆ قومی اور صوبائی سطحوں پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام۔

☆ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی کاوشیں کرنا۔

پاکستان میں صحت کی صورتحال

(Health Condition in Pakistan)

پاکستان میں صحت کا محکمہ صوبائی حکومت کے کنٹرول میں آتا ہے جس کا سربراہ وزیرِصحت ہے۔ وزیرِصحت صوبائی کابینہ کے ساتھ مل کر صوبہ بھر کے لیے پالیسیاں طے کرتا ہے۔ پاکستان میں گاؤں کی سطح پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (LHV) فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ پرائمری سطح پر بنیادی صحت کے یونٹس (Basic Health Units) اور دیہی صحت کے مراکز (Rural Health Centres) قائم ہیں۔ ثانوی سطح پر تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال آتے ہیں جن کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کنٹرول کرتی ہے۔ ان کے علاوہ ٹیچنگ ہسپتال، مینٹل ہیلتھ انسٹیٹیوٹ، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ اور چلڈرن ہسپتال براہِ راست صوبائی حکومت کے کنٹرول میں ہیں۔

میڈیکل کالجوں اور مختلف طبی اداروں کا قیام

(Establishment of Medical Colleges and Various Medical Institutions)

اس وقت ملک میں کافی میڈیکل کالج اور میڈیکل یونیورسٹیاں قائم ہیں جو طبی تعلیم کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور میں قائم ہیں۔ پاکستان نرسنگ کونسل اور میڈیکل اور ڈینٹل کونسل اسلام آباد کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دل کے امراض، برن یونٹ اور زچہ بچہ کی بہبود کے ہسپتال بھی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں قائم کیے گئے ہیں جو مریضوں کو بروقت طبی سہولیات فراہم کرکے ان کی زندگیاں بچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

بیماریوں کی روک تھام (Eradication of Diseases)

پولیو، چیچک، ملیریا، تپ دق، ہیضہ، کینسر، جذام، ایڈز اور ڈینگی جیسی موذی امراض کے خاتمے کے لیے پاکستان میں، اقوامِ متحدہ، مختلف ممالک کے تعاون سے کام ہورہا ہے۔ پولیو کے خاتمہ کے لیے 1985ء میں مہم شروع کی گئی جو اب تک چل رہی ہے۔

2013-14ء کے اعدادوشمار کے مطابق پاکستان میں طبی سہولتوں کا ایک جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:

پاکستان میں کل گورنمنٹ ہسپتال	1096
بنیادی صحت کے یونٹ	5527
ڈسپنسریاں	5310
دیہی صحت کے مراکز	650
رجسٹرڈ ڈاکٹرز کی تعداد	167759
رجسٹرڈ ڈینٹیسٹ کی تعداد	13716
رجسٹرڈ نرسز کی تعداد	86183
ہسپتال کا ایک بیڈ	1647 افراد کے حصے میں آتا ہے۔
صرف ایک ڈاکٹر	1099 افراد کے لیے موجود ہے۔
صرف ایک ڈینٹیسٹ	13441 افراد کے لیے موجود ہے۔

صحت کے مسائل

(Health Problems)

-1 امراض کی کثرت کے مقابلے میں علاج معالجہ کی سہولیات محدود اور غیر معیاری ہیں۔

-2 پاکستان میں طبی مسائل کی ایک اور اہم وجہ افراطِ آبادی ہے جو ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔اس افراطِ آبادی نے پاکستان کے طبی ڈھانچے کو بالکل مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور ملک بے شمار طبی مسائل کا شکار ہے۔

-3 پاکستان میں مختلف موذی و متعدی امراض کی وجہ سے ہر سال ہزاروں انسان لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ملیریا، ہیضہ، تپ دق کے علاوہ کینسر، ہائی بلڈ پریشر اور عارضہ قلب وغیرہ عام ہو رہے ہیں۔

-4 غیر متوازن غذا، صحت کی خرابی اور قوتِ مدافعت کی کمی پیدا کر رہی ہے۔

-5 پاکستان میں بیماریوں کی ایک اہم وجہ مختلف اشیائے خوراک میں ملاوٹ ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کا معیارِ صحت گر رہا ہے۔

-6 ناخواندگی کی وجہ سے لوگوں میں حفظانِ صحت کے اصولوں سے واقفیت کی کمی ہے۔جگہ جگہ گندگی اور غلاظت کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔مکانات ہوادار اور روشن نہیں ہیں۔

صحت کے مسائل کا حل

(Solution of Health Problems)

-1 حکومت کو چاہیے کہ وہ شعبہ صحت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے۔

-2 ہسپتالوں میں طبی سہولیات فراہم کی جائیں، ڈاکٹر اور دیگر سٹاف کی کمی کو دور کیا جائے۔ افراطِ آبادی پر قابو پایا جائے۔

-3 حفظانِ صحت کے اصولوں سے لوگوں کو واقفیت دلائی جائے، غیر متوازن غذا وغیرہ جیسے مسائل شعبہ صحت کو درپیش ہیں، شرح آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی مؤثر اقدامات کیے جائیں۔اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کو ختم کرنے کے اقدامات کیے جائیں۔

-4 غیر تربیت یافتہ عطائی ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور عوام میں ان کے خلاف شعور بیدار کیا جائے۔

پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات

(Major Features of Pakistani Society and Culture)

ثقافت کا مفہوم (Meaning of Culture)

کسی قوم کی شناخت اُس کی ثقافت سے کی جاتی ہے۔ کسی قوم کے افراد جب مدتوں سے ایک سرزمین پر مل جل کر رہ رہے ہوں تو اُن کے ہاں مشترکہ قدریں، رسم و رواج، اندازِ زندگی، عائلی قوانین، تفریحات، کھیل، فنون اور مجلسی زندگی کے اصول دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہی خصوصیات اُس قوم کو دوسری اقوام سے مختلف اور ممتاز بناتی ہیں۔

ایڈورڈ ٹائلر نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''ثقافت کا تعلق ہر قسم کے علوم و فنون، عقائد و قوانین اور رسم و رواج سے ہوتا ہے۔ یہ انسانوں کے افکار و اعمال سے بھی متعلق ہوتی ہے''۔ ثقافت ایک کُل ہوتی ہے اور کسی علاقے میں رہنے والے انسانوں کے ارادی و غیر ارادی افعال کی بدولت پروان چڑھتی ہے۔ اس طرح اُن لوگوں کے عقائد، رسم و رواج، علوم و فنون، قوانین اور معاشرتی رویے اس میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔

پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- معاشرتی قدریں (Social Values)

پاکستان کے تمام علاقوں اور صوبوں میں اعلیٰ اور منفرد معاشرتی قدریں پائی جاتی ہیں۔ بزرگوں کا احترام، چھوٹوں سے محبت اور خواتین کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے دکھوں اور خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بزرگوں پر مشتمل پنچایتیں بہت سے تنازعات کو مقامی سطح پر حل کر لیتی ہیں۔

2- غذائیں (Diets)

پاکستان کے مختلف علاقوں میں مختلف غذائیں پسند کی جاتی ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں سبزیاں، دالیں، گوشت اور چاول بہت مرغوب ہیں۔ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں گوشت، خشک و تازہ پھل، گندم، جَو اور چاول کھانے میں استعمال ہوتے ہیں۔ پنجاب میں دودھ اور لسّی جبکہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں قہوہ پسند کیا جاتا ہے۔ سجّی اور کڑاھی گوشت نصف صدی پہلے خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب تک محدود خوراک تھی۔ اب پشاور سے کراچی اور کوئٹہ تک برابر پسند کی جاتی ہے۔ پاکستانی لوگوں کی مرغوب غذا گوشت ہے۔

3- مذہبی ہم آہنگی (Religious Harmony)

برصغیر میں بزرگانِ دین نے اسلام پھیلایا تو بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ موجودہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ علاقائی، صوبائی، لسانی، نسلی اور دیگر بنیادیں بھی ہیں لیکن پاکستانیوں کی اہم ترین پہچان اسلام ہے۔ وہ ذات پات، رنگ و نسل اور علاقے کے امتیازات کو نسبتاً بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔ پاکستان کا دستور اقلیتوں کو مکمل تحفظ دیتا ہے۔ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے۔

4- مخلوط ثقافت (Mixed Culture)

ماضی میں پاکستانی علاقوں میں آ کر بسنے والے لوگوں کا تعلق دُنیا کے مختلف علاقوں سے تھا۔ جو گروہ بھی آیا اپنے ہمراہ اپنی روایات، رسوم، تہوار، لباس، خوراک اور زندگی گزارنے کے انداز لے کر آیا۔ ان گروہوں نے ایک دوسرے پر اثر ڈالا اور ایک ملی جلی ثقافت ابھرتی گئی۔

5- لباس (Dress)

پاکستان کے لباس موسمی اور مذہبی ضرورتوں کے پیش نظر تیار کیے جاتے ہیں۔ پنجاب کے دیہی علاقوں میں مرد دھوتی، کرتا، شلوار، قمیص اور پگڑی استعمال کرتے ہیں۔ عورتیں دوپٹہ، شلوار اور کرتا پسند کرتی ہیں۔ شہری علاقوں میں شلوار قمیص، پینٹ کوٹ اور واسکٹ کا رواج ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ میں بڑے گھیرے والی شلوار پہنی جاتی ہے۔ عورتیں، کڑھائی والا لباس پہننا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ شادی کے موقع پر دلہن کا لباس بڑا ہی خوبصورت تیار کروایا جاتا ہے۔

6- میلے اور عرس (Fairs and Urses)

پاکستان بھر میں بے شمار میلے اور عرس ہر سال منعقد کیے جاتے ہیں۔ یہ میلے اور عرس ہماری ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت فرید الدین شکر گنجؒ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ،

حضرت مادھولال حسینؒ (میلہ چراغاں)، حضرت سیدن شاہؒ، حضرت سچل سرمستؒ سندھ، حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ سندھ کے عرس اور سبی کا سالانہ میلہ قابلِ ذکر ہیں۔

7- کھیل *(Sports)*

پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، سکوائش کی ٹیمیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کروائے جاتے ہیں۔ گلگت اور شمالی علاقوں میں پولو کا کھیل بے حد مقبول ہے۔

8- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

پاکستان کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے اور وہ اپنے مختلف مذہبی اور معاشرتی تہوار مثلاً عید الفطر، عیدالاضحیٰ، عید میلاد النبیؐ، شب معراج اور شب برات وغیرہ بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ یہ تہوار ہماری صدیوں کی ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ یوم عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ نیز پاکستان میں غیر مسلموں کو بھی اپنے تہوار منانے کی مکمل آزادی ہے۔

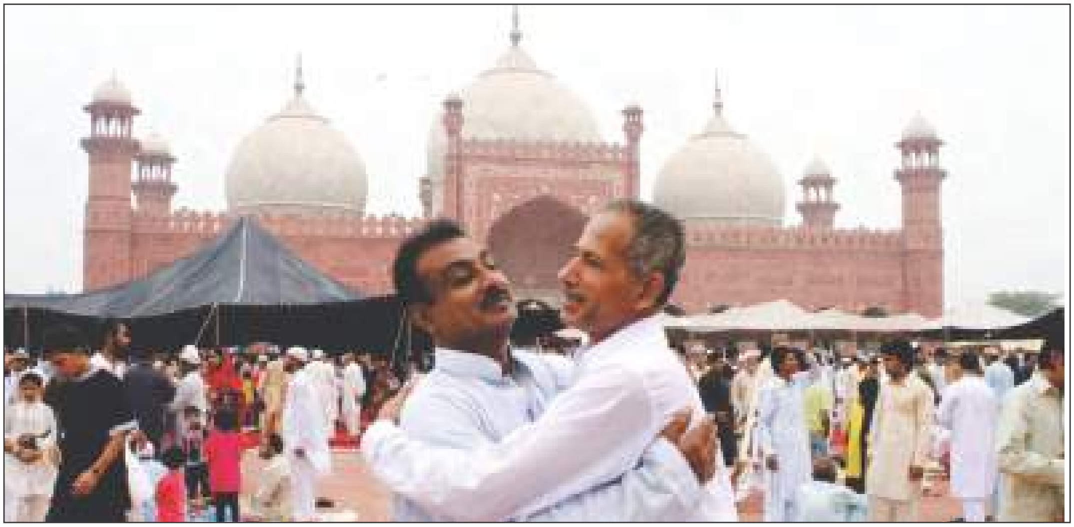

9- رسم ورواج (Customs and Traditions)

پاکستان میں عوام مختلف موقعوں پر مخصوص رسم ورواج کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اُسے معلوم ہو کہ وہ بفضل تعالیٰ مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہے۔ کسی مسلمان کے فوت ہو جانے پر رشتہ دار، عزیز واقارب اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد اُسے دفن کیا جاتا ہے۔ ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں تمام اقلیتوں کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات کی رسمیں ادا کریں۔

10- مختلف فنون (Different Arts)

کراچی میں مزار قائداعظمؒ، لاہور میں بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور واپڈا ہاؤس، اسلام آباد میں فیصل مسجد، مسجد مہابت خاں اور قلعہ بالا حصار (پشاور)، قائداعظم ریذیڈنسی بلڈنگ (زیارت) اور قلات کا قلعہ (قلات) اہم عمارتیں ہیں جو سیاحوں کے لیے

کشش کا باعث ہیں۔ پاکستان میں دست کاریوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ مرد و خواتین دست کاری کا کام کرتے ہیں، جن کی بنائی ہوئی چیزیں دوسرے ممالک میں بہت پسند کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں مصوری کا فن بڑا منفرد اور ملک کی شناخت سمجھا جاتا ہے۔ خطاطی کے فن میں بھی پاکستان کے نامور خطاطوں نے بے مثال شاہکار تخلیق کیے ہیں۔ مغل اور جدید زمانوں کے مصوری اور خطاطی کے فن پارے لاہور کے عجائب گھر اور شاہی قلعے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت

(Commonality in Regional Cultures leading to National Integration and Cohesion)

اسلامی اقدار کے اثرات

پاکستان کی علاقائی ثقافتوں پر جنوبی ایشیا میں پروان چڑھنے والی اسلامی اقدار کے اثرات ہیں۔ مسلمانوں نے جنوبی ایشیا میں آ کر یہاں کے لوگوں کو ایک نیا طرزِ زندگی دیا، جس میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان نئی اقدار نے ذات پات کے نظام میں جکڑے ہوئے مقامی باشندوں کو بہت متاثر کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اسلام جنوبی ایشیا کے کونے کونے میں پھیل گیا۔ آج یہی علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت ہیں۔

صوبائی ثقافتیں

پاکستان کے چاروں صوبوں کی اپنی اپنی صوبائی ثقافتیں ہیں۔ یہاں کے باشندوں کے رسم و رواج اور طرزِ بود و باش میں کسی حد تک تہذیبی فرق تو موجود ہے لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود لوگوں میں وقت کے ساتھ ساتھ ثقافتی مماثلتیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہونے کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے قربت کا احساس رکھتے ہیں اور آپس میں جڑے ہونے کا شعور رکھتے ہیں جس سے یکجہتی اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور قومی تشخص مستحکم ہوتا ہے جسے بجا طور پر حوصلہ افزا قرار دیا جاسکتا ہے۔

مسلمان حکمرانوں کا دَور

برصغیر پاک و ہند میں مسلمان حکمرانوں کے دَور میں علم و ادب، موسیقی، مصوری، تعمیرات، خطاطی اور لسانیات نے خوب ترقی کی۔ ان شعبوں میں مسلمان فنکاروں کے کارہائے نمایاں ہمارا ثقافتی ورثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان کے رہنے والوں کی علاقائی نسبت (پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ) مختلف ہونے کے باوجود ان کے درمیان برادرانہ احساسات پائے جاتے ہیں اور مماثل ایمان کے رشتے سے وحدت کا ماحول قائم رہتا ہے۔

تعلیمی نظام

ہمارا تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں کو فروغ ملتا ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے بچوں کے اذہان کی قومی خطوط پر تربیت کی جاتی ہے اور مماثل، مشترک ثقافتی اقدار ذہن نشین کروائی جاتی ہیں۔

علاقائی صوفیانہ شاعری اور ادب

ہماری علاقائی صوفیانہ شاعری اور ادب بھی ہمارے مماثل ثقافتی ورثہ کا ذریعہ اظہار ہیں، جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ تصوف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کی تحریروں میں ملتا ہے۔ ان شاعروں میں پنجاب سے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ، بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور وارث شاہ رحمتہ اللہ علیہ، سندھ سے شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سچل سرمست رحمتہ اللہ علیہ، خیبر پختونخوا سے رحمان بابا رحمتہ اللہ علیہ اور بلوچستان سے گل خاں نصیر رحمتہ اللہ علیہ شامل ہیں۔ ان سب بزرگوں نے محبت، الفت اور اخوت کا ایک جیسا سبق دیا ہے۔

مقامی ذرائع ابلاغ

ہمارے ذرائع ابلاغ بھی مماثل اور متنوع ثقافتی عناصر کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ثقافتی مماثلتوں کا ورثہ پھلتا پھولتا ہے اور قومی یکجہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

اردو زبان بطور یگانگت

پاکستانی قوم میں یگانگت پیدا کرنے میں اردو زبان کا اہم کردار ہے۔ اس زبان کا تعلق پاکستان کے کسی مخصوص خطے یا نسلی گروہ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ پاکستان کے طول و عرض میں وسعت کے ساتھ سمجھی اور بولی جاتی ہے۔ یہ پاکستان کی قومی اور رابطہ کی

زبان ہے۔ پاکستان کے تمام لوگ اس زبان کے ساتھ خصوصی تعلق اور اُنسیت رکھتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اُردو کو قومی زبان کی حیثیت دی گئی۔ اردو زبان کی ترقی اور ترویج کے لیے اسے ذریعہ تعلیم بھی بنایا گیا ہے۔ وفاقی اُردو یونیورسٹی کا قیام اردو کے فروغ میں خصوصی مقام رکھتا ہے۔ اگرچہ اُردو زبان بہت ترقی کر چکی ہے تاہم اسے مزید ترقی دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ تعلیمی، درسی اور سرکاری زبان کے طور پر مؤثر کردار ادا کر سکے۔

پاکستان کے اہم معاشرتی مسائل

(Major Social Problems of Pakistan)

پاکستان کے چند اہم معاشرتی مسائل درج ذیل ہیں۔

1- افراطِ آبادی

پاکستان کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے فی کس آمدنی پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس سے بچت کے مواقع کم ہو رہے ہیں اور معیارِ زندگی بھی گر رہا ہے۔

2- صحت و صفائی کی ابتر صورت حال

پاکستان میں صحت و صفائی کی ابتر صورت حال کی وجہ سے مختلف بیماریوں سے ہر سال کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ سائنسی ترقی کے باوجود لوگ صحت کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔

3- ناخواندگی اور جہالت

ناخواندگی اور جہالت بھی پاکستان کا ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔ ناخواندگی سے افراد میں اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے اور وہ اقتصادی ترقی میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کر سکتے۔

4- کمزور معیشت

پاکستان کی کمزور معیشت کے باعث لوگوں کا بے روزگار ہونا بھی ایک معاشرتی مسئلہ ہے، جو ملک میں انتشار کے اضافے کا باعث ہوتا ہے۔

5- غربت وافلاس

پاکستان میں روزگار کے مناسب مواقع نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں غربت وافلاس ہے۔اسی لیے لوگوں کا معیار زندگی پست ہے۔غربت کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ نئی ملازمتیں پیدا کی جائیں اور وسائل بہتر کیے جائیں۔

6- دولت کی غیر مساوی تقسیم

پاکستان میں دولت کی غیر مساوی تقسیم سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہو رہا ہے، جس سے کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

قومی اور علاقائی زبانیں

(National and Regional Languages)

اُردو (Urdu)

اردو پاکستان کی قومی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ قومی تشخص کی علامت اور رابطے کی زبان کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے عہد حکومت میں لشکروں میں مختلف علاقوں کے لوگ بھرتی کیے جاتے تھے۔ان میں پنجابی، سندھی، پٹھان، بنگالی، بلوچ، عربی، ایرانی، ترکی اور ہندوستانی وغیرہ شامل تھے۔لشکر میں موجود یہ لوگ مختلف زبانیں بولتے تھے، اس لیے ان کے میل جول سے ایک نئی زبان اُردو پیدا ہوئی۔اردو ترکی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ''لشکر'' کے ہیں۔

اُردو کا ارتقا

- شروع میں اسے ہندوی، ہندی اور ہندوستانی کہا جاتا تھا۔بعد میں یہ ریختہ کہلائی۔اس طرح اردو نے مختلف ادوار میں اپنے کئی نام تبدیل کیے۔
- مختلف مراحل میں ناموں کی طرح اس کا ادبی آہنگ بھی بدلتا رہا مثلاً امیر خسرو ہندی کے قدیم شاعر گردانے جاتے ہیں۔
- ریختہ کے دور میں مصحفیؔ وغیرہ اور اردوئے معلّیٰ کے دور میں مرزا غالبؔ اور ذوقؔ وغیرہ مشہور شاعر ہیں۔
- 1647ء میں شاہ جہاں نے آگرہ کی بجائے دہلی کو اپنا دارالخلافہ بنایا تو لشکری زبان بولنے والے اور دہلی کی زبان بولنے والے ایک ہی بازار میں رہتے تھے۔بادشاہ نے اس بازار کو اردوئے معلّیٰ کے نام سے پکارنا تجویز کیا۔لہٰذا وہاں بولی جانے والی زبان کو اسی نسبت سے اردوئے معلّیٰ یا دہلوی زبان کہا جانے لگا۔

- جب یہ زبان دکن اور گجرات پہنچی تو اسے دکنی اور گجراتی بھی کہا گیا۔ اس کی مقبولیت کو دیکھ کر امرا نے اس کی ترقی کے لیے خصوصی کوششیں کیں۔ اس طرح یہ بول چال کی سطح سے بلند ہو کر بہت جلد ادبی درجہ تک پہنچ گئی۔

اردو شاعری کا آغاز

- جدید تحقیق کے مطابق سلطان محمد قلی قطب شاہ، والئ گولکنڈہ نے اردو غزل کا پہلا دیوان مرتب کیا۔
- دکن ہی کے ولی دکنی کا شمار بھی اردو کے ابتدائی شعرا میں ہوتا ہے۔
- جن شعرا نے اردو ادب کا دامن وسیع تر کیا، ان میں مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر اور خواجہ میر درد شامل ہیں۔
- دہلی اور دکن کے علاوہ اردو کی مقبولیت ریاست اودھ اور لکھنو میں بھی ہونے لگی۔ اسی سرزمین پر غزل کے ساتھ ساتھ مرثیہ گوئی کے فن کا بھی فروغ ہوا اور انیسؔ و دبیرؔ جیسے بلند پایہ شعرا اردو کو نصیب ہوئے۔
- انیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں نظم کو خوب ترقی ملی۔ اسی دَور میں ذوق، بہادر شاہ ظفر اور مرزا غالب جیسے عظیم المرتبت شاعر پیدا ہوئے۔ مرزا غالب کی غزل کے ساتھ ساتھ ان کی نثر بھی اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہے۔

  اسی زمانے میں مولانا حالی نے مسدس لکھی اور مسلمان قوم کو جھنجھوڑ کر اپنے عظیم ورثے کا احساس دلایا۔
- شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے فلسفے اور شاعری کا سورج اس کے بعد طلوع ہوتا ہے، انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے پورے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو یہ بات باور کروانے کی کوشش کی کہ مسلمان عظیم ثقافتی، تمدنی اور نظریاتی ورثے کے حامل ہیں۔ علامہ محمد اقبال (رحمتہ اللّٰہ علیہ) نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ ان کی شاعری عوام میں اتنی مقبول تھی کہ بعض لوگوں کو ان کی طویل نظمیں بھی یاد ہوتی تھیں۔ علامہ محمد اقبالؒ کے بعد جدید ادب کے زیرِ اثر اردو ادب میں ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا۔

اُردو کی ترقی میں نثر نگاروں کا کردار

- 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد جنوبی ایشیا میں سیاسی و معاشرتی حالات میں نمایاں تبدیلی آئی، جس کے باعث تخلیقی اردو ادب نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔
- سرسید احمد خاں کی تحریک علی گڑھ کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں نثر نے نمایاں ترقی حاصل کی۔

- ☆ سرسیداوران کے رفقانے اردو نظم اور نثر پر نئے تجربات کیےاور اردو کونئی جہتوں سے روشناس کرایا۔اس دور میں قومی احساس و درد بحیثیتِ مجموعی پیدا ہوا۔انھی ایام میں مولانا شبلی نے اسلامی تاریخ کو ایک نئے انداز میں پیش کیا۔
- ☆ تحریکِ آزادی کے دوران اور قیامِ پاکستان کے بعد اردو ادب کی ترقی میں ایک آزاد اور اعتماد کی فضا قائم ہوئی، جس میں مختلف ادیبوں نے اپنے اپنے اصنافِ سخن میں نمایاں کام کیے۔ ان میں تحقیق و تنقید، اردو شاعری، اردو ناول نگاری، ڈرامہ نویسی اور افسانہ نویسی قابلِ ذکر ہیں۔

علاقائی زبانیں
(Regional Languages)

پاکستان کی چند مشہور علاقائی زبانوں کے آغاز اور ارتقا کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1- پنجابی *(Punjabi)*

پنجابی زبان صوبہ پنجاب کی بہت قدیم زبان ہے، اس لیے اس زبان کا ربط قدیم دراوڑی یا ہڑپائی زبان سے ملتا ہے۔ تاریخی وجغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں ہیں۔ ان کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ شاہ پوری، ماجھی، چھاچھی، سرائیکی، دھنی اور پوٹھوہاری وغیرہ۔ سب سے معیاری ماجھی لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں رائج ہے۔

پنجابی زبان کے علم و ادب کی نشان دہی محمود غزنوی کی آمد کے زمانے سے ہوتی ہے۔ اس دور کی شاعری کا موضوع تصوّف، پیار و محبت اور حب الوطنی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔ اس کے بعد سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ، بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ فرید رحمتہ اللہ علیہ کا دوَر آتا ہے۔ تصوّف کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے معاشرتی وسیاسی حالات کے رنگ و اثرات ان پر غالب تھے۔ اس کا اظہار خاص اور عام فہم علامتوں میں نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام عوام میں بے حد مقبول ہے۔

پنجابی زبان کی شاعری میں داستان گوئی کو خاص مقام حاصل ہے۔ جن شعرا نے پنجابی کی لوک داستان کو منظوم کیا، ان میں وارث شاہ کا قصہ ہیر رانجھا، ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہینوال وغیرہ مشہور

ہیں۔ان قصوں میں اعلیٰ درجے کی شاعری کے علاوہ اس وقت کی پنجاب کی تاریخ نیز معاشی، مذہبی اور معاشرتی زندگی کی بھرپور جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔

مشہور پنجابی ناول نگاروں میں دبیر سنگھ، میرن سنگھ اور سیداں بخش منہاس کے ناول بہت مشہور ہیں۔ پنجابی ادب کی دنیا کے ادب میں نظیر نہیں ملتی کیونکہ یہ اپنے اظہار کے حوالے سے ایک بھرپور، موثر اور بے باک تصویر پیش کرتا ہے۔اس کے اصنافِ سخن میں زندگی کی چھوٹی چھوٹی محسوسات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ان میں وار، ڈھوٹ، ماہیا، دوھے، گھوڑی، سٹھنیاں، ٹپے، سمی، بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔

بیسویں صدی کے بعد میں ناول نویسی، ڈرامہ نویسی، تذکرہ نویسی، تحقیق وتنقید اور دوسرے اصنافِ نثر میں مختلف لوگوں نے گراں قدر کام کیا ہے۔اب ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی وجہ سے جدید ڈرامہ نویسی میں بھی بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ پنجابی قائم ہے، جہاں ایم اے پنجابی اور پی۔ایچ ڈی بھی کروائی جا رہی ہے۔

2- سندھی (Sindhi)

سندھی ایک قدیم ترین زبان ہے جو پاکستان کے صوبہ سندھ میں بولی جاتی ہے۔آریائی خاندان سے تعلق کے باعث یہ دریائے سندھ کی وادی اور ارد گرد کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔اس زبان پر یونانی، ترکی، ایرانی، دراوڑی، سنسکرت، عربی، فارسی اور دیگر قدیم زبانوں کے اثرات نمایاں ہیں اور یہ عربی کی طرح لکھی جاتی ہے۔ انگریزوں کی آمد کے بعد انگریزی زبان کے الفاظ بھی سندھی میں شامل ہوئے جس کے باعث سندھی زبان کے ادب اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت آئی۔ یہ زبان اپنے قدیم ثقافتی ورثے کے سبب پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہے۔

سندھی زبان کے کئی لہجے ہیں۔سندھ کے زیریں اور راجستھانی علاقے میں کچھی، کاٹھیاواڑی اور عقدی کی بولیاں رائج ہیں جبکہ باقی علاقوں میں مستعمل بولیوں کو کوہستانی، سرائیکی اور وچولی کہا جاتا ہے۔اس کا معیاری لہجہ (ساہتی) علمی، ادبی اور صحافتی نگارشات میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

پوری مسلم دنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی ہی واحد زبان ہے، جس میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ کیا گیا۔سندھی زبان

اس علاقے میں اسلام کے آنے سے پہلے بھی ترقی یافتہ تھی اور سندھی لکھنے پڑھنے کا رواج عام تھا۔ بعد میں مسلمانوں کے آنے کے بعد عربی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی مکمل طور پر اہمیت حاصل رہی ہے۔

1050ء سے 1350ء تک کے دور میں ادبی و دینی تخلیقات میں خاص طور پر کام کیا گیا۔ یہ سندھی زبان کی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے جس میں حُب الوطنی، عزم، خودداری اور روحانی عقائد کے موضوعات پر لکھا گیا۔ اس دور کی داستان، قصہ اور گنان قابلِ ذکر اصناف ہیں۔ گنان شاعری کا ایک منفرد انداز تھا۔ اس زمانے میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفیائے کرام نے بھی سندھی میں شاعری کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پھیلائیں۔

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ اور سچل سرمستؒ جیسے صوفی شعرا اپنی بے مثال شاعری سے سندھی ادب کو مالا مال کر چکے تھے۔ اس دور کو سندھی ادب میں سنہری دور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے عام زندگی اور غریب و محنت کش طبقے کی عظمت کو اجاگر کیا۔ انھوں نے شاعری کے لیے تمثیلی انداز اختیار کیا، جس کا بنیادی مواد وہ سندھ کی لوک کہانیوں سے لیتے تھے۔ اسی وجہ سے سندھ کے ہر کونے میں ان کی شاعری کی گونج سنائی دیتی ہے۔ ''شاہ جو رسالو'' ان کی شاعری کا مجموعہ ہے۔

عظیم المرتبت شاعر سچل سرمستؒ نے سندھی، اردو، سرائیکی، پنجابی اور فارسی میں شاعری کی۔ وہ صوفی صفت انسان تھے اور تصوف میں وحدت الوجود ان کا خاص موضوع تھا۔

شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں بھی اساتذہ، علما اور مبلغین کی اجتماعی کوششوں سے بہت سا سرمایہ جمع ہوا۔ اس سلسلے میں ابوالحسن سندھی کی کوششیں نمایاں ہیں۔ انھوں نے سندھی کے لیے عربی رسم الخط کو بنیاد بنا کر ایک نیا رسم الخط تیار کیا۔

اس سلسلے میں دوسرا نام مخدوم محمد ہاشم کا آتا ہے۔ وہ بہت بڑے عالم دین تھے انھوں نے فارسی اور سندھی میں قریباً 150 کتابیں لکھیں، جن کا موضوع اسلامی عقائد کی تصحیح اور تشریح ہے۔ ان میں سے بعض کو آج بھی دینی مدارس اور مصر کی جامعۃ الازہر میں نصابی کتب کی حیثیت حاصل ہے۔ اس زمانے میں اخوند عزیز اللہ نے قرآن پاک کا نثری ترجمہ کیا۔

انگریزوں کے دور میں سندھی زبان میں بہت ترقی ہوئی۔ اس دور میں مرزا قلیچ بیگ کا نام بہت اہم ہے۔ انھوں نے شاعری اور دوسرے موضوعات پر قریباً 400 کتابیں لکھیں۔ انگریزوں کے دامِ تسلّط میں برصغیر کی سیاسی اور سماجی زندگی میں بہت اہم تبدیلیاں آئیں اور لوگوں میں شعور پختہ ہوا۔

اسی دور میں سندھی صحافت کو فروغ حاصل ہوا۔قرآن پاک کا منظوم ترجمہ مولوی ملاح نے 1970ء کے عشرے میں کیا۔

بیت، وائی، کافی، مولود سندھی کی مخصوص شعری اصناف ہیں۔ جدید ادبی رجحانات میں سندھی دوسری زبانوں کے ساتھ متاثر ہوئی۔

پاکستان کے معرضِ وجود کے بعد جدید افسانہ، ڈرامہ نگاری، ادبی تحقیق اور دوسرے علمی میدانوں میں خاصا کام ہوا ہے۔ جدید ادیبوں نے روایتی انداز کو جدید رجحانات سے ہم آہنگ کیا ہے اور تمام ترنثری اصناف کو جلا بخشی ہے۔سندھی زبان کی ترقی کا ادارہ فعال کردار ادا کر رہا ہے۔تحقیق وتنقید میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے۔

3- پشتو *(Pushto)*

پشتو یا پختو پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں بولی جانے والی زبان ہے۔اس زبان کی ابتدا قریباً پانچ ہزار سال قبل افغانستان کے علاقے باخت یا بخت میں ہوئی تھی۔اس نسبت سے اس زبان کے بولنے والوں کو پشتون یا پختون کا نام دیا گیا ہے۔

دوسری زبانوں کی طرح پشتو زبان کے ادب کا آغاز بھی شاعری ہی سے شروع ہوا تھا کیونکہ اس کی پہلی کتاب آٹھویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں لکھی گئی جس کا نام ''پٹہ خزانہ'' ہے۔ چودھویں صدی عیسوی کے آخر تک پشتو ادب بیرونی اثرات جذب کر چکا تھا۔اس میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی تراکیب شامل نظر آتی ہیں۔

پشتو زبان کے تین لہجے ہیں۔ایک لہجہ شمال مشرق کے علاقوں کا، دوسرا جنوب مغرب کے علاقوں کا اور تیسرا ازئی قبائل کا ہے۔ان تینوں کے مابین بنیادی طور پر صرف تلفظ کا فرق پایا جاتا ہے۔

پشتو زبان میں نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔غیاث الدین بلبن اور شیر شاہ سوری کے دور میں قصیدہ اور مدح کی اصناف پشتو ادب کا حصہ بنیں۔ محققین کو بارہ سو صفحات پر مشتمل ''تذکرۃ الاولیا'' نام کی ایک قدیم تصنیف ملی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے پشتو شعرا نے حمد ونعت کی اصناف پر بھی طبع آزمائی کی تھی۔

محمود غزنوی کے دور میں سیف اللہ نامی ایک شخص نے باقاعدہ طور پر پشتو کے حروفِ تہجی تیار کیے جو آج تک رائج ہیں۔

پشتو شاعری میں جو موضوعات نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں، ان میں حریت، غیرت، جنگ وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

تصوّف کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ ''ملامت'' اس اسلوب کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔خوشحال خاں خٹک پشتو کے عظیم شاعر ہیں۔ یہ صاحبِ قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ سیف بھی تھے۔اس کا اظہار انھوں نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''خوشحال کے لیے وہ لمحات قابلِ دید ہیں جب تلوار اور زرہوں کی جھنکار ہوتی ہے۔'' خوشحال خاں نے اپنی شاعری میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق لکھا۔ ان میں عشقِ حقیقی، عشقِ مجازی، تصوّف، اخلاق، حریت اور بہادری کے موضوعات نمایاں ہیں۔

پشتو ادب کے دوسرے بڑے شاعر رحمان بابا ہیں۔ یہ فقیر صفت شاعر ہمیشہ عشق و تصوف کی کیفیات میں مگن رہتے تھے اور یہی ان کی شاعری کے موضوع بھی تھے۔ان کے نزدیک عشق ہی کائنات کی تخلیق کا باعث ہے۔رحمان بابا کو پشتون معاشرے میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔خوشحال خاں خٹک اور رحمان بابا کا انداز پشتو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی چھاپ بعد میں آنے والے شعرا پر بھی پائی جاتی ہے۔

پشتو ادب میں لوک گیت بے مثال سرمایہ ہیں۔اس کی کئی اشکال ہیں مگر چاربیتہ، ٹپہ، لیمکئی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔بعض شعرا نے لوک گیتوں کی مختلف صورتوں کو اپنی شاعری کا بھی موضوع بنایا ہے۔ان شعرا میں نوردین اور ملا مقصود وغیرہ شامل ہیں۔

پشتو نثری ادب نے بیسویں صدی میں ترقی کرنا شروع کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد جدید تعلیم کے زیرِ اثر نئے نظریات اور خیالات کے حامل اہلِ قلم نے پشتو لغات، گرامر نویسی، سوانح نگاری، افسانہ نویسی، ناول اور ڈرامے لکھنے میں نمایاں کام کیا۔

4-بلوچی *(Balochi)*

پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں بلوچی زبان بولی جاتی ہے، جس کا تعلق آریائی زبانوں سے ہے۔بلوچی زبان کی قدامت اور اس کے خاندان کے بارے میں کتنے ہی نظریات کیوں نہ ہوں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ بلوچی ادب کی ترقی کا زمانہ قیامِ پاکستان کے بعد کا ہے۔بلوچی زبان کے دو اہم لہجے ہیں ایک سلیمانی اور دوسرا مکرانی۔اگرچہ بلوچی رسم الخط پہلے ایجاد ہو چکا تھا مگر قدیم بلوچی ادب تحریری صورت میں بہت دیر بعد آیا۔

مجموعی طور پر بلوچی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔بلوچی شاعری میں زیادہ اہم اور پہلا حصہ رزمیہ شاعری کا ہے۔اس کے موضوعات میں ہمت، جاہ وجلال، غیرت اور بہادری شامل ہیں۔

دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے۔اس میں حسن وعشق، شباب اور دوسرے موضوعات پائے جاتے ہیں۔

تیسرا حصہ لوک داستانوں پر محیط ہے۔اس میں لوری اور موتک کی اصناف قدیم زمانے سے معاشرتی زندگی کا عکس پیش کرتی آئی ہیں۔

1840ء سے بلوچی زبان کی قدیم شاعری کو روشناس کرانے کا کام شروع ہوا۔بلوچی ادب کے قدیم اور کلاسیکی نثر میں میر چاکر خان، حسن زندو،، پیرنگ وگران، نازشہ، مرید دہانی وغیرہ کے قصے مشہور و مقبول ہیں۔

بلوچی زبان وادب کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب شیر کمسر مری نے لکھی۔انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوف، اخلاقیات، اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے عنوانات ملتے ہیں۔اس دور کا بلند پایہ شاعر ''مست توکلی'' ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد اردو حروفِ تہجی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی کے لیے ایک معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا ہے۔بلوچی رسائل وجرائد نے بلوچی ادب کی تیز رفتار ترقی کا آغاز کیا۔

1960ء میں پہلا بلوچی مجلّہ شائع ہونے سے بلوچی زبان میں صحافت اور ادب کو ایک نیا رخ ملا ہے۔بلوچستان یونیورسٹی نے بلوچی زبان میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری کا اجرا کیا ہے۔

5- کشمیری (Kashmiri)

جدید تحقیق کے مطابق کشمیری زبان وادی سندھ کی زبان سے منسلک ہے۔اس کے کئی مشہور لہجے ہیں جن میں مسلمانکی، ہندکی، گندوروا اور گامی زیادہ مشہور ہیں۔معیاری وادبی لہجہ گندورو کو سمجھا جاتا ہے۔کشمیری ادب کو درج ذیل پانچ مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔پہلے دور میں لوک گیتوں کو فروغ ملا، اس قسم کی شاعری میں کشمیری سماج کی اجتماعی سوچ واحساس کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اسے کشمیری لہجے میں رؤف یا لول کہا جاتا ہے۔دوسرے دور میں الٰہیات کے موضوعات پر لکھا گیا۔اس دور کے مشہور شاعر شتی کنٹھ تھے۔تیسرے دور میں عشقیہ داستانوں کو منظوم کرنے کی روایت پڑی۔حبہ خاتون اس عہد کی اہم شاعرہ گزری ہیں۔اس دور کے منظوم قصوں میں کشمیری کے علاوہ اہم فارسی وعربی قصوں کو بھی کشمیری زبان میں پیش کیا گیا۔جن کے لیے ارمنی لال اور ملّا فقیر وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ چوتھے دور میں کشمیری زبان و ادب پر روحانی اثر غالب رہا، جس کے روح رواں محمود گامی

تھے۔ پانچواں دور جدید ادب کے زیرِ سایہ پلا بڑھا۔ یہ اپنے اندر نئے فکری رجحانات رکھتا ہے۔ غلام احمد مہجورؔ کو اس دور میں اہم مقام حاصل ہے۔ کشمیری ادب میں مقامی تخلیقات کے ساتھ دوسری زبانوں سے تراجم بھی ہوئے۔ ایرانی ادب کو خاص طور پر غزل اور مثنوی کے تراجم کے بعد کشمیری شاعری نے بھی اپنی تخلیقی صنف کے طور پر اپنایا۔ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں کشمیریات کا مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔

6- سرائیکی (Saraiki)

سرائیکی زبان دریائے سندھ کے دونوں جانب پاکستان کے وسطی علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس کے اہم اضلاع صوبہ پنجاب میں میانوالی، بھکر، لیّہ، ڈیرہ غازی خاں، راجن پور، ملتان، خانیوال، بہاولنگر، بہاولپور وغیرہ ہیں۔ پنجاب کے علاوہ اس زبان کے علاقے باقی تین صوبوں میں بھی ہیں مثلاً سندھ میں کشمور، جیکب آباد اور سکھر، بلوچستان میں بارکھان، نصیر آباد اور جھل مگسی؛ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں اور ٹانک کے اضلاع میں آبادی کی ایک بڑی تعداد سرائیکی بولنے والوں کی ہے۔ سرائیکی ادب کے بڑے بڑے شعرا میں حضرت سچل سرمستؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ شامل ہیں۔ اس زبان میں مضامین، افسانے اور ڈرامے وغیرہ لکھے جا رہے ہیں۔ یہ زبان بھی ترقی کی جانب گامزن ہے۔

7- براہوی (Brahvi)

پاکستان میں براہوی زبان بولنے والوں کی اکثریت صوبہ بلوچستان کے علاقے قلات اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں آباد ہے۔ براہوی عام طور پر فارسی اور عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اس زبان میں لوک ادب موجود ہے جس میں ''لیلیٰ مور'' کی کہانی زیادہ مشہور ہے۔ اٹھارویں صدی میں ملک دادا نے ''تحفۃ العجائب'' تصنیف کی جسے براہوی زبان کا پہلا معیاری ادبی سرمایہ مانا جاتا ہے۔ اس کے بعد مولانا نبو جان اور مولانا محمد عمر دین پوری نے اس زبان کے اعلیٰ علمی خزانے میں نمایاں اضافہ کیا۔ براہوی زبان میں قرآن کریم کے تراجم کے ساتھ ساتھ مختلف دینی موضوعات پر تصانیف بھی موجود ہیں۔ نیز، اس میں اخبارات و رسائل کی اشاعت بھی جاری ہے۔ براہوی کے ممتاز اہلِ قلم میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوی، نادر قمبرانی اور پیرل محمد زبیرانی وغیرہ شامل ہیں۔ اس زبان میں تعلیم و تحقیق کے لیے بلوچستان یونیورسٹی میں ''شعبہ براہوی'' بھی قائم ہے۔ کوئٹہ میں قائم

براہوی اکیڈمی، براہوی زبان وادب کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

-8 ہندکو (Hindko)

ہندکو زبان پنجاب کے اضلاع راولپنڈی اور اٹک، خیبر پختونخوا کے اضلاع ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، پشاور اور کوہاٹ میں بولی جاتی ہے۔اس زبان کے فروغ کے لیے ادارہ فروغ ہندکو پشاور، بزم علم وفن ایبٹ آباد اور حلقہ یاراں شنکیاری اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔اس زبان کی ترقی کے لیے اورنگزیب غزنوی کی نگرانی میں پشاور سے ایک ماہانہ میگزین "فروغ" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ہندکو زبان وادب کی ترقی کے لیے پروفیسر صوفی عبدالرشید، کرنل فضل اکبر، آصف ثاقب، شریف حسین شاہ، پروفیسر محمد فرید، پروفیسر یحییٰ خالد، نذیر کسالوی اور محمد حنیف جیسی شخصیات نے بہت کام کیا ہے۔اس زبان میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری بھی دی جارہی ہے۔

پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کا کردار

(Role of Minorities in Pakistan)

پاکستان کے 1973ء کے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا گیا ہے۔آئین کے تحت ان کو تمام حقوق حاصل ہیں۔انھیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے، رسوم ادا کرنے، اپنے مذہبی اصولوں کی نشر و اشاعت کرنے اور اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے کی مکمل آزادی ہے۔پاکستان کے آئین میں ان کو علیحدہ نمائندگی دی گئی ہے۔حکومت نے اقلیتوں کے لیے جداگانہ طریقہ انتخاب ختم کر کے مخلوط طریقِ انتخاب رائج کر دیا ہے۔اس طرح اقلیتوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا گیا ہے۔قومی اسمبلی میں اقلیتوں کے لیے دس نشستیں، پنجاب اسمبلی میں آٹھ، سندھ اسمبلی میں نو، خیبر پختونخوا اسمبلی میں تین اور بلوچستان اسمبلی میں بھی تین نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ہماری وفاقی اور صوبائی کابینہ میں بالعموم ایک غیر مسلم وزیر شامل ہوتا ہے۔

معاشی میدان میں بھی شہریوں کو یکساں مواقع فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی معاشی حالت کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنا

سکیں۔سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے سلسلے میں اقلیتوں کے حقوق مسلمانوں کے مساوی ہیں۔آئینِ پاکستان تمام شہریوں کو یکساں سیاسی،معاشی،معاشرتی حقوق فراہم کرتا ہے جس کی وجہ سے اچھی شہریت کو فروغ ملتا ہے۔

پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو بھی حقوق وفرائض سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک سے وفادار رہیں۔ ہر قسم کے تعصب سے بالا ہو کر ایسے عوامی نمائندے منتخب کریں، جو ملک کے استحکام کے لیے کام کریں۔

11اگست 1947ء کی قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تقریر کے حوالے سے اقلیتوں کا مقام

11اگست 1947ء کو قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اقلیتوں کے مقام کے حوالے سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہند کی تقسیم کے بعد کسی ایک مملکت یا دوسری مملکت میں اقلیتوں کا وجود نا گزیر ہے۔آپ میں سے ہر شخص خواہ وہ اس ملک کا پہلا شہری ہے یا دوسرا یا آخری،سب کے حقوق ومراعات اور فرائض مساوی ہیں۔قطع نظر اس سے کہ کس کا کس فرقہ سے تعلق ہے اور ماضی میں اس کے آپ کے ساتھ کس قسم کے تعلقات تھے اور اس کا رنگ ونسل یا عقیدہ کیا ہے،تو آپ کس قدر ترقی کریں گے،اس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔اس مملکت پاکستان میں آپ آزاد ہیں۔اپنے مندروں میں جائیں،اپنی مساجد میں جائیں یا کسی اور عبادت گاہ میں۔آپ کا کسی مذہب،ذات پات یا عقیدے سے تعلق ہو،کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔''

''جیسا کہ آپ کو تاریخ کے حوالے سے علم ہوگا کہ انگلستان میں کچھ عرصہ قبل حالات اس سے بھی ابتر تھے جیسے کہ آج ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نے ایک دوسرے پر ظلم ڈھائے۔آج بھی ایسے ممالک موجود ہیں جہاں ایک مخصوص فرقے کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے اور ان پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ایسے حالات اور ایسے زمانے میں سفر کا آغاز کر رہے ہیں جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی۔مختلف ذاتوں اور عقائد میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک مملکت کے یکساں شہری ہیں۔''

ایک صحافی نے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا:''کیا آپ گورنر جنرل کی حیثیت سے اقلیتوں کے مسئلے کے بارے میں ایک مختصر سا بیان دے سکتے ہیں۔''

قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''اس وقت تو میں ایک نامزد گورنر جنرل ہوں (ایک لمحے کے لیے یہ فرض کر

لیتے ہیں کہ 15 اگست 1947ء کو میں واقعی پاکستان کا گورنر جنرل ہوں گا) اس مفروضے کے بعد میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اقلیتوں کا تحفظ کیا جائے گا۔ان کا تعلق خواہ کسی فرقے سے ہو۔ان کا مذہب یا عقیدہ محفوظ ہوگا۔ان کی عبادت کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔انھیں اپنے مذہب، عقیدے، اپنی جان اور اپنے تمدن کا تحفظ ہوگا۔وہ بلا امتیاز، ذات پات اور عقیدہ، ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے۔ان کو حقوق و مراعات حاصل ہوں گی۔اقلیتیں اس مملکت کے کاروبار میں اپنا کردار ادا کریں گی جب تک کہ وہ مملکت کی وفادار اور صحیح معنوں میں خیر خواہ ہوں گی۔جہاں تک مجھے اختیار حاصل ہے انھیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔میں یہ توقع کرسکتا ہوں کہ بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا منصفانہ سلوک روا رکھا جائے گا جیسا کہ ہم غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔''

اقلیتوں نے ہمیشہ ہر شعبے میں نمایاں کارکردگی دکھانے کی کوشش کی ہے۔قانون کے شعبے میں جسٹس اے آر کارنیلیس کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔آپ شریعت اور فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔آپ سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس رہے۔انھوں نے 1973ء کا آئین مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔جسٹس (ریٹائرڈ) رانا بھگوان داس بھی سپریم کورٹ کے جج رہے۔ڈاکٹر عبدالسلام نے فزکس میں اہم خدمات انجام دیں۔

گروپ کیپٹن ایرک گارڈن ہال، ونگ کمانڈر نذیر لطیف، ونگ کمانڈر ماروِن مڈل کوٹ، سکوارڈن لیڈر پیٹر کرسٹی اور فلائیٹ لیفٹیننٹ ولیم ڈی ہاروِلے، کو ان کی شاندار کارکردگی کی بنا پر اعلیٰ سول اور فوجی اعزاز دیے جا چکے ہیں۔ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل ہونے والے پہلے سکھ افسر ہیں۔

صحت کے شعبے میں ڈاکٹر روتھ فاؤ نے جذام کے مریضوں کے لیے مرتے دم تک بہت کام کیا۔میر پور خاص کے ڈاکٹر ڈریگو غریب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی شہرت رکھتے ہیں۔وہ صدارتی ایوارڈ یافتہ بھی ہیں۔

کھیل کے میدان میں کرکٹ میں انیل دلپت اور انتاؤ ڈی سوزا، فٹ بال میں مائیکل مسیح جبکہ کشتی رانی میں بہرام ڈی آواری کے نام مشہور ہوئے۔

مشقی سوالات

(حصہ اوّل)

1 (الف) ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✔) کا نشان لگائیں۔

1- 1998 کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی تھی:

(الف) 188.02 ملین　　(ب) 165.2 ملین

(ج) 142.31 ملین　　(د) 132.3 ملین

2- اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس ہوتا ہے:

(الف) 5 سال　　(ب) 4 سال

(ج) 3 سال　　(د) 2 سال

3- 2013-14 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی تھی:

(الف) 43 فیصد　　(ب) 45 فیصد

(ج) 55 فیصد　　(د) 60 فیصد

4- پاکستان کی قومی اسمبلی میں اقلیتوں کے لیے نشستیں مخصوص ہیں:

(الف) 8　　(ب) 10

(ج) 12　　(د) 14

5- اُردو غزل کا پہلا دیوان مرتب کیا:

(الف) مرزا محمد رفیع سودا　　(ب) سلطان محمد قلی قطب شاہ

(ج) میر تقی میر　　(د) خواجہ میر درد

6- پاکستان میں پہلی مردم شماری ہوئی:

(الف) 1950ء　　(ب) 1951ء

(ج) 1952ء　　(د) 1953ء

7- بلوچستان کے علاقے قلات اور اس کے ارد گرد مقامی زبان بولی جاتی ہے:

(الف) بلوچی (ب) براہوی

(ج) سرائیکی (د) ہندکو

(ب) مختصر جواب دیں۔

1- پنجابی زبان کے تین اہم قصّوں کے نام لکھیں۔

2- یونیورسٹی کی تعلیم سے کیا مراد ہے؟

3- دیہی اور شہری آبادی کی تقسیم سے کیا مراد ہے؟

4- افراطِ آبادی سے کون سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں؟

5- پشتو زبان کی ترقی میں رحمان باباؒ کا کیا کردار ہے؟

6- حبہ خاتون کون تھیں؟

7- پاکستان کے اہم کھیل کون سے ہیں؟

8- تعلیمی مسائل کے حل کے لیے حکومتی سطح پر کیے جانے والے پانچ اقدامات بیان کریں۔

(حصہ دوم)

2 درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

1- پاکستانی معاشرے اور ثقافت کے بنیادی خدوخال بیان کریں۔

2- پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کی وضاحت کریں۔

3- پاکستان میں قومی رابطے کی زبان اردو کو کیوں کہا جاتا ہے؟

4- اردو، پنجابی اور سندھی زبان کے مختلف ارتقائی مراحل کی وضاحت کریں۔

5- پاکستان کے اہم معاشرتی مسائل کی وضاحت کریں۔

6- پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کریں۔

-7 علاقائی ثقافتی مماثلتیں ذریعہ یکجہتی اور یگانگت ہیں، وضاحت کریں۔

-8 درج ذیل زبانوں کے حوالے سے مختلف شعرا اور نثر نگاروں کا کام بیان کریں۔

(الف) بلوچی (ب) پشتو (ج) کشمیری

سرگرمیاں

-i مردم شماری کے حوالے سے ایک مباحثے کا انتظام کریں۔

-ii پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کے نقصانات پر ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔